پیشگوئی مصلح موعودؓ

مصلح موعود کے ظہور کے بارہ میں عظیم الشان الٰہی بشارت

" سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا "

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء منقول از تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۶۰)

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008. Ph: (202) 232—3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701

Ahmadiyya Movement in Islam. Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چار خطبات کے مندرجہ ذیل خلاصے احباب کی خدمت میں بشکریہ احمدیہ گزٹ کینیڈا فروری ۹۱ء پیش کئے جارہے ہیں۔

ہمیں امن عالم کیلئے دعا کرنی چاہئیے۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئیے کہ صحیح قدروں کی فتح ہو

اس وقت جب دعاؤں کی ضرورت ہے صدقات کی بھی ضرورت ہے۔ میری توجہ افریقہ کے غریب عوام کی طرف مبذول ہوئی۔ جماعت دعاؤں کیساتھ صدقات کیطرف توجہ کرے

خلاصہ خطبہ جمعہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ صلح (جنوری) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

حضور نے فرمایا کہ خطبات اور دیگر مختلف ذرائع سے صدام حسین صاحب کو یہ پیغام بھجوائے گئے تھے کہ ظلم کی راہ اختیار نہ کریں اور کویت کو خالی کریں۔ اسی طرح ایسے لوگ جن کو ان کی مرضی کے خلاف بطور یرغمالی روکا گیا ہے ان کو فوری آزاد کریں اور اپنے مسائل مسلمان اور عرب برادری کیساتھ مل کر حل کریں۔ ایک بات تو انہوں نے مان لی کہ یرغمالیوں کو آزاد کردیا لیکن باقی باتوں کو نہ مانا جس کے نتیجہ میں یہ **خوفناک جنگ** شروع ہوئی ہے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں عراق کو نقصان ہی نقصان ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے گذشتہ جلسہ پر دعا کی تھی کہ اے خدا، تو مسلمانوں کو ایک "صلاح الدین" عطا کر۔ بعض لوگوں اور عراقی علماء نے صدام حسین کو ہی صلاح الدین کہنا شروع کردیا ہے۔ حالانکہ ایک بہت ہی صبر کرنے والے اور بہت صلاحیتوں والے صلاح الدین کی ضرورت تھی۔ صلاح الدین (ایوبی) کو مغربی طاقتیں باوجود لمبی کوشش کے توڑ نہ سکیں تھیں۔

فرمایا کہ اس وقت ہیروشیما سے زیادہ بم بغداد پر گر چکے ہیں جو انتہائی دکھ کی بات ہے۔ اسرائیل پر حملہ سے معمولی نقصان ہوا ہے۔ اور بغداد کی تباہی کے مقابل پر اسکی کوئی حیثیت نہیں۔ لیکن ساری دنیا اسرائیل پر حملہ کیوجہ سے سکتے میں آگئی ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مغربی لوگوں کی ہمدردیاں محض اور محض اسرائیل کے ساتھ ہیں۔ اب لازمی طور پر عراق پر اسرائیل حملہ کرے گا اور انتہائی بیہمانہ کارروائی کرے گا جس کو مغربی طاقتیں بالکل نہ روک سکیں گی۔

نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ کویت، سعودی عرب اور مصر کے بعض لوگوں کو ٹی وی پر دکھایا جارہا ہے اور وہ ہنستے ہیں کہ عراق پر حملہ سے وہ بہت خوش ہیں۔ کیا یہ عقل و سمجھ اور وقار کی بات ہے؟ اس وقت تو بہت ہی استغفار کی ضرورت تھی کہ کس طرح مسلمان، مسلمانوں کا گلا کاٹ رہے ہیں۔

فرمایا: اس ساری جدّوجہد کا فائدہ کس کو ہوگا؟ مسلمانوں کی دولت صرف ہو رہی ہے اور مغربی طاقتیں اس جنگ کے بعد بھی اقتصادی فائدہ اٹھائیں گی۔

اس جنگ کے نتیجہ میں جو ظاہری جیت ہو گی اس کے نتیجہ میں مسلمان ممالک میں مولویت اور جمہوریت کے حصول کے نام پر مزید بدامنی ہوگی۔ اسی طرح عالمی بدامنی کا آغاز ہوگا۔ میں یہ دعا نہیں کرتا کہ فلاں تباہ ہو۔ ہمیں امن عالم کیلئے دعا کرنی چاہئیے۔ ہمیں یہ دعا کرنی چاہئیے کہ صحیح قدروں کی فتح ہو۔ اور لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ کیلئے راستے کھلیں۔

دعاؤں کے ساتھ صدقات کا حکم ہے۔ کویت اور سعودی عرب اور دیگر مسلمان حکومتوں نے جن کو اللہ تعالیٰ نے تیل کی دولت سے مالامال کیا افریقہ کے غریب ممالک کی کبھی مدد نہیں کی۔ ان غرباء کیلئے کوئی حرکت میں نہیں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مجھے غریبوں میں تلاش کرو۔ اس وقت جب دعاؤں کی ضرورت ہے صدقات کی بھی ضرورت ہے۔ میری توجہ افریقہ کے غریب عوام کی طرف مبذول ہوئی۔ میں نے جماعت کی طرف سے دس ہزار پونڈ افریقہ کے غریب عوام کیلئے پیش کئے ہیں۔ تمام جماعت دعاؤں کے ساتھ صدقات کی طرف توجہ کرے۔

نوٹ: گزٹ میں شائع کئے جانے والے خطبات کے خلاصے کیسٹ سن کر تیار نہیں کئے گئے بلکہ بعض ذمہ دار افراد سے فون پر بات چیت کر کے یہاں تیار کئے گئے ہیں۔ اسکی مکمل ذمہ داری ادارہ احمدیہ گزٹ پر ہے۔ (ادارہ)

کیا یواین او کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے کسی ملک کی بنیاد رکھ دے اور جب چاہے کسی ملک کو ختم کر دے!

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵ صلح (جنوری) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

حضور انور نے مغربی اقوام کی اسلام دشمنی اور
اسلام کو ختم کرنے کیلئے جو یہ سازشیں کر رہے ہیں ان کی تفصیل بیان
فرمائی۔ اسمیں حضور نے UNO کے بارہ میں بھی بات کی کہ
کیا یواین او کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے کسی ملک کی بنیاد
رکھ دے اور جب چاہے کسی ملک کو ختم کر دے۔ ملک تو لوگوں
سے اور ان کی تہذیب وتمدن سے بنتے ہیں نہ کہ ریزولیوشن سے!۔

حضور نے اسرائیل کو وجود میں لانے کیلئے
مغربی اقوام اور یواین او کے کردار پر روشنی ڈالی۔ نیز یہ فرمایا
کہ اگر ساری دنیا کوئی فیصلہ کرتی ہے تو امریکہ اس کو ویٹو کر
دیتا ہے۔ گویا امریکہ ساری دنیا کا خدا بنا بیٹھا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ عراق کے اسرائیل پر حملے
کے نتیجہ میں جو چند گھر تباہ ہوئے ہیں اس پر ساری مغربی
دنیا واویلا کر رہی ہے لیکن اسرائیل نے فلسطین پر جو مظالم
ڈھائے ہیں اور آئے دن ان لوگوں کو گلیوں میں مارا جاتا
ہے اسکو کوئی نہیں پوچھتا۔ اسرائیل پر حملہ کے بعد
یہ مزعومہ تہذیب یافتہ قومیں اس کا بدلہ لینے کیلئے عراق
کی سویلین آبادی پر حملے کر رہی ہیں۔ اور عینی شاہدین نے
آکر بتایا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ مر چکے ہیں اور
ہر طرف لاشیں ہی لاشیں گل سڑ رہی ہیں۔ اور اس سے
تعفن اور لو پھیلی ہوئی ہے۔

ایک طرف یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ صدام
حسین چونکہ انتہائی ظالم ڈکٹیٹر ہے اور وہاں کے عوام کو ہم
اس کے چنگل سے بچائیں گے اور دوسری طرف انہی نہتے عوام
کو وحشیانہ بمباری سے مارا جا رہا ہے۔

حضور نے امریکہ اور صدر امریکہ پر شدید
تنقید کی اور کہا کہ صدر بش خدا بنا بیٹھا ہے۔ اس کا اور
اس کی قوم کا تکبر ضرور ٹوٹے گا۔ یہ معلوم نہیں کب
ہو، ہم اس کا نظارہ دیکھیں یا ہماری نسلیں لیکن یہ
تکبر ضرور ٹوٹ کر رہے گا۔ اس سارے آپریشن کو
OPERATION DESERT STORM کہا جا رہا
ہے۔ لیکن ان کو علم نہیں کہ یہ تمام STORMS خدا کے ہاتھوں
میں ہیں اور وہ جب چاہے ان کا رخ بدل سکتا ہے۔

حضور نے نصف کے قریب خطبہ اس بات
پر دیا کہ مسلمانوں کیلئے یہ جنگ "جہاد" ہے یا نہیں۔ حضور
نے تفصیل سے دلائل دیئے کہ یہ جنگ ایک سیاسی جنگ ہے اور
خدا کی خاطر یا مذہبی آزادی کے تحفظ کیلئے نہیں لڑی جا رہی
اس لئے اس کو جہاد نہیں کہا جا سکتا۔ آخر میں حضور نے بڑے جلال
سے فرمایا کہ مجھے لوگ کہتے ہیں کہ بس اس طرح کھل کر خطبات میں
بات نہ کروں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور حضور
نے بھی کسی حالت میں توحید اور اس کے پرچار کو نہیں چھوڑا تھا
اور فرمایا تھا کہ خواہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر
چاند رکھ دیا جائے میں اس سے باز نہیں آؤنگا۔ وہی حال میرا ہے
میں حق بات کہتا رہوں گا اور توحید کی خاطر اگر میرے
جسم کو پارہ پارہ بھی کر دیا جائے تو میرے دل سے یہی
آواز نکلے گی

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ

کہ کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا!!۔

جماعت (احمدیہ) پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا جاتا تھا اب کھل کر یہ بات سامنے آگئی ہے کہ اصل ایجنٹ کون ہے؟

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم تبلیغ (فروری) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

حضور انور نے فرمایا:

اسلامی تاریخ غداریوں اور غداروں سے ہمیشہ داغدار رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کو ہمیشہ غداروں نے نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن اس وقت جو غداری ہوئی ہے اس کے بارہ میں آئندہ مؤرخ لکھے گا کہ اس کی مثال ساری تاریخ میں نہیں ملتی۔

سعودی عرب کی حکومت سے تو اس غداری کی توقع تھی ہی کیونکہ اس حکومت کا آغاز ہی غداری کے نتیجہ میں تھا اور لمبا عرصہ انہی غداریوں کی وجہ سے یہ حکومت قائم رہی۔ میں جب بھی مختلف اسلامی ممالک کے نمائندوں سے بات کرتا رہا ہوں تو یہی کہتا ہوں کہ مکے اور مدینے کی مساجد کے میناروں پر جو لاؤڈ سپیکر لگے ہوتے ہیں ان کے مائیکروفون امریکہ میں ہیں جن میں اسرائیل بولتا ہے!

مصر نے اپنے علاقے واپس لینے کیلئے اپنے آپ کو معاہدات میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ اب ان کیلئے سوائے اس کے کہ **اسلام** کے مفادات سے **غداری** کریں اور کوئی چارہ نہ تھا۔ حضور نے ضمنی طور پر فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا جاتا تھا اب کھل کر یہ بات سامنے آگئی ہے کہ اصل ایجنٹ کون ہے؟ اب کئی اطراف سے سعودی عرب پر یہ الزام واضح طور پر کھل کر لگایا جارہا ہے۔

فرمایا بعض ایسے ممالک جن سے غداری کی توقع نہیں ان کے اس اقدام سے حیرت ہوتی ہے مثلاً۔ پاکستان، ترکی اور شام۔

فرمایا: میں خود پاکستانی ہوں، پاکستانی عوام کے مزاج کو سمجھتا ہوں۔ پاکستانی فوج کے مزاج کو سمجھتا ہوں وہ کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے کہ اسلام کے مفادات کے خلاف کام کریں۔ چنانچہ جنرل اسلم بیگ صاحب نے کھل کر بیان دیا ہے کہ وہ کبھی بھی مغرب نواز حکومتوں کو اسلام کے مفادات کے خلاف کھیلنے نہیں دیں گے اور اس میں ان کا اور ان کی فوج کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

ترکی کے متعلق فرمایا کہ صدیوں تک ترکی اسلام کا محافظ رہا ہے اور مغربی طاقتیں اس سے کانپتی تھیں لیکن اس فیصلے نے ترک قوم پر ایسا داغ لگادیا ہے جو کبھی دھل نہیں سکتا۔

شام کے بعض علاقے اسرائیل نے ہتھیا لئے تھے ان کو واپس لینے کے لئے شام نے کبھی سر نہیں جھکایا۔ اور لمبے عرصہ تک قربانیاں دی ہیں۔ صدام حسین صاحب کے بارہ میں آج جو پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے اس سے زیادہ بھیانک پراپیگنڈہ مغرب کی طرف سے حافظ الاسد صاحب کے بارہ میں کیا جاتا تھا لیکن حیرت ہے کہ اب یہ رائے بدل دی گئی ہے۔

ایران کے بارہ میں فرمایا کہ ان سے غداری کی توقع نہ تھی اور نہ اب ہے۔ مذہبی اختلاف اپنی جگہ درست، مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایرانی سچے عاشق اسلام ہیں۔ وہ اسلام کے مفادات کے خلاف کبھی بھی کوئی کام نہیں کریں گے۔ ایران نے گذشتہ صدیوں میں اسلام کی جو خدمت کی ہے وہ باقی تمام اسلامی علاقوں پر بھاری ہے۔ اس وقت گذشتہ ایران عراق جنگ کی روشنی میں اگر ایرانی صدام حسین کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تو ہر مؤرخ ان کے اس فعل کو جائز اور حق بجانب قرار دیتا لیکن انہوں نے انصاف سے کام لیا اور صدام کو اسکی غلطی اور مغرب کو ان کی غلطی یاد کروائی۔

ایسی حکومتیں جنہوں نے اب غداری کی ہے ان میں دو حکومتیں زیادہ اہم ہیں :-

۱: **سعودی عرب**، مقامات مقدسہ کے لحاظ سے اور

۲: **مصر**، اسلامی علوم میں ان کی خدمات کیوجہ سے جامعۃ الازہر نے جو کام اور خدمت کی ہے اس کا اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے۔ لیکن ان پر تو یہ شعر صادق آتا ہے ؎

آگ دی صیّاد نے جو آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

حضور نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جذباتی نہ ہوں۔ اپنی نہیں عالم اسلام کی فکر کریں۔ چھوٹا ہوتے کے باوجود اللہ نے ہمیں سرداری عطا کی ہے اور دنیا کا **قائد** بنایا ہے۔ حدیث ہے کہ سید القوم خادمھم۔ اس لئے خدمت کریں، ساری دنیا کو سمجھانے کی کوشش کریں اور جہاں موقع ہو وہاں آواز اٹھائیں۔

صیہونیت کی تاریخ پر بھی حضور نے تفصیلی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ۱۸۹۷ء میں جرمنی میں صیہونی مقاصد کے قیام کیلئے جو کونسل تیار ہوئی اور جو PROTOCOL OF ELDERS OF ZION تیار کیا گیا اس میں بتایا گیا تھا کہ ساری دنیا پر غلبہ کس طرح حاصل کرنا ہے اور کس طرح داؤد علیہ السلام کی حکومت قائم کرنی ہے۔ اس میں UN کا بھی ذکر تھا، اس میں دنیا کو توڑنے اور پھر دوبارہ جوڑنے کا بھی ذکر تھا۔ فرمایا جب دیوار برلن گری تو میرے ذہن میں بیس سال قبل بعض کتب میں لکھی ہوئی باتیں تازہ ہو گئیں اور مجھے یہ احساس ہوا کہ اب پھر دنیا میں بدامنی اور جنگ کا دور آنے والا ہے۔ اس پلان کے مطابق یہ کام اس وقت ہونا تھا جب یہودی امریکہ پر مکمل طور پر تسلط حاصل کریں گے۔

فرمایا عجیب بات ہے کہ ایک طرف ۱۹۰۵ء میں یہ منصوبہ بنایا گیا کہ ساری دنیا میں کس طرح غلبہ حاصل کرنا ہے اور دوسری طرف اسی سال اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرمایا :

"فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے"

اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کبھی بھی اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ فرمایا جماعت کیلئے مشکلات اور مصائب آئیں گے لیکن یہ ہمیشہ سچوں کو آتے رہے ہیں۔

فرمایا آئندہ خطبہ میں اس مسئلہ کا **اسلامی حل** میں پیش کروں گا۔ چونکہ یہ قرآن کریم کی بنیاد پر ہوگا اسلئے سوائے اس کے اور کوئی حل نہیں۔ اگر اس کو دنیا قبول کرے گی تو دنیا میں امن قائم ہوگا ورنہ نہیں۔ ورنہ یہ بدامنی ساری دنیا میں پھیلتی چلی جائے گی۔ آخر میں فرمایا کہ تمام احمدی میرے لئے دعا کریں کہ جذبات کی بنیاد پر میں بات نہ کروں بلکہ اللہ تعالیٰ میری قلبی اور ذہنی صلاحیتوں کو تقویٰ پر قائم رکھے اور دنیا کے سامنے یہ حل پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اِس وقت جو تباہی آئی ہے اندازہ ہے کہ لکھوکھا افراد مارے جا چکے ہیں جس سے عالم اسلام کے دل خون

ہو رہے ہیں۔ اس جنگ کے بعد پاکستان، شام، ترکی اور ایران کی باری بھی آسکتی ہے۔ اِن ملکوں کو کیا کرنا چاہیئے میں اگلے خطبہ میں بیان کروں گا

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۸ تبلیغ (فروری) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

حضور نے فرمایا:

چھ ماہ قبل میں نے بغداد پر ہلاکو خان کے حملے اور اسکی تباہی کا ذکر کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اس قسم کے حملے کی تیاری اب کی جا رہی ہے۔ اس وقت جو تباہی آئی ہے اس میں میرا اندازہ ہے کہ لکھوکھا افراد مارے جا چکے ہیں جس سے عالم اسلام کے دل خون ہو رہے ہیں۔ عراق کے ساتھ جو کیا جا رہا ہے وہ تو ایسے ہی ہے کہ کسی کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور پھر ایک ایک اعضاء کاٹ دیئے جائیں اور پھر کہا جائے کہ آؤ اب حملہ کرو۔ اس جنگ میں عراق اور اتحادی فوجوں کی مثال ہاتھی اور مچھر جیسی ہے۔

فرمایا:
میرے خطبے کا مقصد جنگ پر تبصرہ کرنا نہیں بلکہ سمجھانا ہے۔ کہ آئندہ ان لوگوں کے کیا ارادے ہیں۔ یو این او نے ماضی میں کیا کردار ادا کیا ہے۔ یہود نے کیا کیا ہے۔ پہلے میں مرض کی تشخیص کرنا چاہتا ہوں پھر مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں گویا تمام بنی نوع انسان کو مشورہ دوں گا۔

فرمایا:
۱۹۲۲ء میں لیگ آف نیشنز نے برٹش حکومت کو مقرر کیا کہ BELFORE نے یہودیوں کیساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا جائے۔ کسی ایک وزیر کے ایک خط میں کئے گئے وعدے پر لیگ کا یہ STAND کسی لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا۔ ۱۹۱۹ء میں فلسطین میں پچاسی (85) ہزار یہودی تھے۔ ۱۷ مئی ۱۹۳۹ء تک ایک لاکھ یہودی وہاں آباد ہو چکے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں جب یو این او نے اسرائیل قائم کیا تو یہ آبادی سات لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ اس وقت وہاں عربوں کی آبادی اس سے تقریباً تین گنا یعنی بیس لاکھ تھی۔ لیکن جو فیصلہ یو این او نے کیا اس کے مطابق فلسطین کا چھپن (56) فیصد رقبہ یہودیوں کو ملا۔ یروشلم وغیرہ کا کچھ علاقہ بین الاقوامی نگرانی میں دے دیا گیا۔ اور باقی جو بچا وہ فلسطینیوں کیلئے مقرر کیا گیا۔ گویا یہ بنیاد ہی ناانصافی پر تھی۔ پھر یہ وعدہ کیا گیا کہ اسرائیل اور فلسطین کی علیحدہ علیحدہ حکومتیں بنانے میں مدد کی جائے گی۔ یہودیوں کیلئے کام اور مدد کرنے والے تو بہت تھے مگر فلسطینی عوام کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔ چنانچہ میناخم بیگن اور ڈیوڈ بن گورین نے امریکہ سے اسلحہ منگوا کر یہودیوں کے حق میں متشددانہ کاروائیاں شروع کر دیں۔ ۱۹۴۹ء میں یہود کے پاس چھہتر فیصد علاقہ جا چکا تھا۔

حضور نے مغربی طاقتوں کی مسلمان ممالک کیخلاف کاروائیوں کا ذکر کرتے ہوئے پھر ایران کی مثال دی کہ جب ایرانی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ ان کی تیل کی پیداوار پر بیرونی اثرات کو ختم کیا جائے اور برٹش آئل کمپنی جس کا سب سے زیادہ اثر و رسوخ تھا اور صرف اس کمپنی کا ٹیکس ایران کے کل بجٹ کا پچاس فیصد تھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم نے کہا کہ ہم اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔ چنانچہ اسکو قتل کروا دیا گیا اور ڈاکٹر مصدق کی حکومت قائم ہوئی۔ اس فیصلے کی وجہ سے ایرانی تیل کا ساری دنیا میں بائیکاٹ کیا گیا۔ جب ایران نے امریکہ سے امداد مانگی تو صاف انکار کر دیا گیا۔ چنانچہ CIA اور برٹش انٹیلی جنس نے فوج اور پولیس کے لوگوں کو خریدنا شروع کیا اور وزیر اعظم اور شاہ کے درمیان چپقلش کی صورت پیدا کر دی گئی۔ مصدق کو فوجیوں کی حمایت حاصل ہو گئی اور پولیس شاہ کیساتھ تھی۔

حضور نے مصر کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ جب ۱۹۵۶ء میں صدر ناصر نے نہر سویز کو اس وجہ سے قومیانے کا فیصلہ کیا کہ کہ امریکہ کی مدد سے اسوان ڈیم جو مصر کیلئے بہت ضروری تھا کے اخراجات پورے کئے جائیں تو انگلستان نے اس کے خلاف سخت کاروائی کا فیصلہ کیا۔ پہلے یہ منصوبہ بنایا کہ اسرائیل حملہ کر کے سویز تک پہنچے اور پھر مطالبہ ہو کر دونوں ملک سویز سے اپنی فوجیں نکالیں۔ پھر فرانس اور فرانس سے مل کر مصر کے خلاف کاروائی کی۔ اس وقت جو طرز عمل ناصر کے خلاف تھا اور جس طرح اُن کردار کشی کی گئی بعینہٖ آج صدام حسین کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ اس وقت سویز کا مسئلہ تھا اب تیل کا مسئلہ ہے۔

فرمایا:
فلسطین سے برٹش اس طرح واپس نہیں آئے جس طرح انڈیا میں سرحدیں بنا کر آئے تھے۔ یہاں کوئی DERMA-CATION نہیں کی گئی۔ چنانچہ یہودیوں نے اس وقت سے لیکر اب تک توسیع پسندی کی کاروائی جاری رکھی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں یو این او کے فیصلہ کیمطابق بیس (20) ہزار مربع کلومیٹر اسرائیل کو ملا تھا جو ۱۹۵۶ء میں اٹھاسی (88) ہزار مربع کلومیٹر بن چکا تھا۔ فلسطینیوں کو یہ حق تھا کہ وہ اپنا علاقہ واپس لیتے لیکن ان کو یہ حق نہیں دیا گیا۔ اس کے برعکس اسرائیل کا یہ حق گویا تسلیم کر لیا گیا۔ جب چاہے اور جہاں چاہے اور جس کے خلاف چاہے کاروائی کر کے اپنی سرحدیں وسیع کرلے۔ ابتداء سے ہی بیگن کی سربراہی میں TERRO-RIST کاروائیاں یہودیوں نے شروع کی تھیں مثلاً KING

DAVID ہوٹل تباہ کرکے سو آدمی مارے لیکن اس کے بدلہ میں
تین ہزار فلسطینیوں کو مار دیا گیا۔

برٹش پرائم منسٹر MR. BEVIN نے یہودیوں کے
ناجائز داخلہ کے خلاف جب آواز اٹھائی اور جرمنی سے یہودیوں
کا آنے والا جہاز واپس کردیا تو ساری دنیا میں ان پر تنقید کی گئی۔

فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ اسرائیلی یہودی
TERRORIST ATTACK کریں تو یہ ان کا حق بن جاتا
ہے مسلمان کریں تو ISLAMIC TERRORISM
بن جاتا ہے۔ اسرائیل UN کی سیکیورٹی کونسل کی قرار دادیں رد کرسکتا
ہے کسی اور ملک کو یہ اختیار نہیں۔ اسرائیل اپنی بقا کے نام
پر ساری دنیا میں جہاں چاہے تباہی پھیلا سکتا ہے کوئی
مسلمان ملک نہیں کرسکتا اسرائیل ایٹم بم بنا سکتا ہے کوئی مسلمان
ملک نہیں بناسکتا اسرائیل جراثیم والے ہتھیار بنا سکتا ہے کوئی
مسلمان ملک نہیں بنا سکتا اس جنگ کے بعد اسرائیل کے یہ تمام حقوق
قائم رہیں گے لیکن مسلمانوں کو یہ حقوق نہیں ملیں گے۔

صدر بش کے NEW WORLD ORDER کے
بارہ میں فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امیر عرب ملکوں سے پیسے لیکر غریب ملکوں
کو اس طرح خریدا جائیگا اور اسمیں ایسی شرائط ہوں گی جو مغربی اقوام کی مرضی
کی ہوں۔ اور کہا جائے گا اس دولت میں غریب عرب عوام کا بھی حصہ ہے۔
یہ شرط بھی ہوسکتی ہے کہ آپس کے جھگڑے UN میں نہ جائیں بلکہ یہود
کی سرپرستی میں مغربی قومیں یہ معاملہ طے کریں۔ اسرائیل ہتھیار
بناتا رہے گا مسلمانوں کو اجازت نہیں ہوگی۔ بظاہر اسرائیل پر یہ دباؤ
ڈالا جائے گا کہ گولان اور ویسٹ بنک خالی کردے۔ عربوں کو خوش
کرلیا جائے گا کہ دیکھو ہم اسرائیل پر یہ دباؤ ڈال رہے ہیں لیکن
اس پر اسرائیل کبھی رضامند نہیں ہوگا۔

فرمایا جب اسرائیل پر حملہ ہوا تو اسمیں دو بوڑھی عورتیں
مریں۔ اسپر صدر بش نے اسرائیل کی منت سماجت کی کہ وہ فی الحال خود
حملہ نہ کرے اور جو وہ چاہتا ہے وہ ہم کردیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے
نتیجہ میں سارے عراق پر بہیمانہ حملہ کیا گیا۔ نیز اسرائیل کو نو بلین ڈالر
کی اقتصادی امداد دی گئی اور کہا یہ معاملہ ختم ہو جائے تو بعد میں تم
جو مرضی کرتے رہو۔ یہ ہے صدر بش کا نیو ورلڈ آرڈر!

فرمایا اردن کو سزا دینے کیلئے ویسٹ بنک پر بھی اب
قبضہ کی داغ بیل ڈال دی گئی ہے۔

فرمایا اس وقت ۲۵ لاکھ یہودی اسرائیل میں ہیں۔
پچاس لاکھ امریکہ میں اور ۲۵ لاکھ روس میں۔ اگر تمام روسی
یہودی اسرائیل میں آجائیں تو موجودہ تعداد دوگنی ہوجائیگی۔
جس کیلئے لازمی اور زمین لی جائے گی اور سرحدیں وسیع کی جائینگی۔

فرمایا اس جنگ کے بعد پاکستان کی باری بھی آسکتی
ہے۔ کشمیر کا مسئلہ، سکھوں کا مسئلہ یا ایٹمی توانائی
کا مسئلہ بطور بہانہ بنایا جاسکتا ہے۔ شام کی
بھی باری آسکتی ہے۔ اس کے بعد ترکی اور ایران
کو آپس میں لڑایا جائے گا۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نے فرمایا کہ ان تمام امور کے بعد ان ملکوں کو کیا کرنا
چاہیئے، میں اگلے خطبہ میں بتاؤں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا منظوم کلام

پھر دکھا دے مجھے مولا مرا شاداں ہونا
صحنِ خانہ کا مرے رشکِ گلستاں ہونا

اُن کے آتے ہی مرے غنچۂ دل کا کھلنا
اِس خزاں کا مری صد فصلِ بہاراں ہونا

خلقتِ اِنس میں ہے اُنس و محبت کا خمیر
گر محبت نہیں بیکار ہے اِنساں ہونا

قابلِ رشک ہے اُس خاک کے پُتلے کا نصیب
جس کی قسمت میں ہو خاکِ درِ جاناں ہونا

رو کے کہتی ہے زمیں گر نہ سُنے نامِ خدا
"ایسی بستی سے تو بہتر ہے بیاباں ہونا"

فعل دونوں ہی نہیں شیوۂ مردِ مومن
رونا تقدیر کو تدبیر پہ نازاں ہونا

للہ الحمد چلی رحمتِ باری کی نسیم
دیکھنا غنچۂ دل کا گُلِ خنداں ہونا

محمد اشرف کاہلوں ——

موعود گھڑی

عراق و کویت تنازعہ کے پس منظر میں سعودی عرب میں امریکی اور دیگر ممالک کی فوجوں کا زبردست اجتماع، خلیج فارس اور ملحقہ سمندری علاقہ میں امریکہ اور اس کے حلیف اتحادی ملکوں کی بحری قوت کی روز افزوں بڑھتی ہوئی تعداد اور موجودگی، عراق کے خلاف سپر پاورز کے ایما پر پاس ہونے والی قرار دادیں، عراق کے خلاف اقتصادی ناکہ بندی کو مؤثر بنانے کے لئے یو۔این۔او کی منظور کردہ قرار داد ۶۷۵ جس میں معاشی پابندیوں کو مؤثر بنانے کے لئے طاقت کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے کیمیاوی ہتھیاروں کے دوران جنگ استعمال کرنے کی فریقین کی دھمکی اور خطرۂ جنگ کے بڑھتے ہوئے مہیب سائے جو امن عالم کے لئے تباہ کن ہیں کس بات کی غمازی کرتے ہیں؟ حالات و واقعات عالم میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں بالخصوص بیسویں صدی کی آخری دہائی میں کس انقلاب کی اساس و بنیاد ہیں؟ کیا یہ اتفاق محض ہے؟ یا کسی مقتدر ہستی جو خالق کائنات ہے اس کی چہرہ نمائی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ کیا خداوند قدوس نے نشان نمائی کے لئے اسی خطۂ ارضی کو منتخب کر لیا ہے؟ ذہن انسانی میں ایسے بیسیوں سوالات ابھرتے ہیں اور تسلی و تشفی بخش جواب کے متقاضی ہیں۔

ان موجودہ حالات و واقعات عالم یا دیگر رونما ہونے والے انقلابات کو اتفاق محض قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ خالقِ ارض و سماوات نے اس عالم ناپائیدار میں عملِ مکافات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ نتائج و عواقب ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اس لئے کہ انسانوں کو علم و آگہی حاصل ہوتی رہے کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے جو مالک و قادر اور احکم الحاکمین ذات بھی ہے۔ وہ اپنی چہرہ نمائی کے لئے اپنے فرستادوں اور ماموروں کی پاک زبان سے وہ کلماتِ طیبہ ادا کرواتا ہے جو زمانہ بہ زمانہ پورے ہوتے رہتے ہیں تا عارفوں اور سالکوں کے شجر ایمان تازہ اور سرسبز و شاداب رہیں غفلت کے لحاف میں پڑی ہوئی روحیں بیدار ہو کر دیکھ لیں کہ "ایک خدا ہے" جو زندہ خدا ہے۔ اس لئے اس بات سے انکار ناممکن ہے کہ اب جو نقشہ افق عالم پر ابھر رہا ہے ایک نشان نمائی کا رنگ رکھتا ہے۔

کون سا خدائی نشان ہے جو معرض وجود میں آنے والا ہے؟ اس خطۂ ارضی میں امریکہ اور اس کے مغربی اتحادی ممالک جو عراق کے مدمقابل ہیں کیا وہ اس نشان کا ایک حصہ ہیں؟ اگر ہیں تو کیونکر؟

اس نکتہ کی وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ ان اقوام کے مورث اعلیٰ پر بحث کی جائے تا پتہ چلے کہ ان کی موجودہ ترقی بھی الہامی پیش خبریوں کے عین مطابق ہے اور ان کے انجام کے لئے کیا پیش گوئیاں کتب سماوی میں موجود ہیں؟ کیا ان کی بالا دستی اقوام عالم پر اسی شان و شوکت سے دائماً قائم رہے گی؟ کیا ان کے رعب و داب کا سلسلہ یونہی چلتا چلا جائے گا؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ ان کے مورث اعلیٰ یاجوج اور ماجوج ہیں۔ اس بات کی شہادت بائیبل سے بھی ملتی ہے۔

"اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین ہے اور روس اور ماسک اور توبالسک کا سردار ہے۔ اپنا منہ کر اور اس کے برخلاف نبوت کر"۔ (حزقیل باب ۳۸-۲)

اس بائیبل کے اقتباس میں یاجوج و ماجوج کون ہیں؟ ان کا مسکن کونسا ہے؟ بتایا گیا ہے۔ روس۔ ماسک اور توبال یہ تینوں پہاڑ بھی ہیں جو کہ کوہ قاف کے شمال میں واقع ہیں۔ اسی طرح روس ایک علاقہ کا نام ہے اور ماسک اور توبال دو دریا ہیں۔ ایک پر ماسکو کا بین الاقوامی شہرت یافتہ شہر آباد ہے اور دوسرے پر توبالسک کا شہر واقع ہے۔

پھر تاریخی طور پر یورپ کی ساری آبادی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ میں سلافی اقوام آباد ہیں اور دوسرے حصے میں ٹیوٹن اقوام بستی ہیں۔ روس کا علاقہ سلافی قوموں سے تعلق رکھتا ہے جبکہ دوسرا علاقہ ٹیوٹن اقوام کا مسکن ہے۔

یورپ کی مشرقی اقوام یاجوج ہیں اور مغربی اقوام ماجوج ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لنڈن میں گلڈ ہال کے سامنے بطور مورث اعلیٰ یاجوج اور ماجوج کے مجسمے نصب ہیں۔ جنہیں یہی نام و خطاب دیا گیا ہے۔

پیدائش باب ۱۰-۲ میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے یافث کی اولاد سے ان کا تعلق ہے۔ تحریر ہے کہ "یافث کے بیٹے یہ ہیں جمر اور ماجوج اور مادی"۔

اسی طرح بائبل کی ایک کتاب اخبار باب ۵-۱ میں لکھا ہے کہ "بنی یافث جومر اور ماجوج اور مادائی اور یادان اور توبل اور ماشک اور تیراس۔"

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور نے فرمایا ہے کہ "یاجوج و ماجوج من ولد آدم" (کنز العمال جز ۲۱۵۸) یاجوج اور ماجوج اولادِ آدم سے ہیں۔

قرآن مجید میں دو مقامات پر یاجوج اور ماجوج کا ذکر ملتا ہے۔ ایک جگہ ذوالقرنین کے حوالہ سے جس میں اس سے ایک قوم نے کہا کہ یاجوج اور ماجوج ہماری سرزمین پر لوٹ مار کی غرض سے اکثر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ ملک کی خوشحالی کو تباہ کرنے اور بربادیٔ امن کا باعث بنتے ہیں۔ اس قوم نے ان لوگوں کے کیرکٹر و کردار کو جو لفظی جامہ پہنایا ہے وہ صرف ان کے مزاج اور کردار کی عکاسی کرتا ہے یعنی یہ کہ زمین پر فساد برپا ہو گیا) کیا یہ مزاج بدل گیا ہے؟ بلکہ جدید طریقہ سے اس کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ سپر پاور کی خفیہ ایجنسیاں دنیا میں جو کام دکھا رہی ہیں وہ محتاجِ تشریح نہیں۔ ان کی سرگرمیاں کھلی کتاب ہیں۔ ذوالقرنین نے لوگوں کی مدد سے ایک دیوار بنوا دی جس سے یہ لوگ ان کی دست و برد اور بے جا حملوں سے محفوظ ہو گئے۔ لیکن کیا اس دیوار نے ان کی ترقی و غلبہ کو دائمی روک دیا تھا۔ نہیں اس لئے کہ "وعدہ ربی، پورا ہونے پر اسے "دکاء" یعنی زمین سے پیوست ہونا تھا۔ کیونکہ خدا کا وعدہ سچا ہوتا ہے یعنی یہ کہ وعدہ الٰہی پورا ہو کر رہنے والا تھا۔ یہ دیوار کب ٹوٹنی تھی؟ اس کا جواب مکاشفات ۲۲ سے بآسانی دستیاب ہے کہ "جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی یاجوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا۔"

ہزار برس سے مراد سن ہجری کے ہزار برس ہیں یعنی حضرت نبی پاکؐ کے ہزار سال بعد شیطان اپنی قید سے چھوٹے گا۔ چنانچہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ۱۶۱۱ء میں ہندوستان میں مغربی اقوام کے قدم جم گئے اور یاجوج کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ پندرھویں صدی کے اواخر میں یہ اقوام زاویہ گمنامی سے نکل کر دوسری سرزمینوں کا رخ کرنے لگی تھیں۔

امریکہ دریافت ہوا۔ سامراج نے پوری دنیا پر غلبہ و تسلط جما لیا۔ ان کی ترقی اور تیز رفتاری کو خود ان کے ناموں میں بھی پنہاں کر دیا گیا ہے جو معنیً ظاہر ہے۔ اج یا اجیج سے یفعول اور مفعول کے وزن پر ہیں۔ اجیج آگ کے شعلہ مارنے یا بھڑکنے کو کہتے ہیں اور اج کے معنیٰ اسرع بھی ہیں۔ یعنی تیز چلا (لسان العرب) مفردات راغب نے بیان کیا ہے کہ کثرت اضطراب کی وجہ سے شعلہ مارنے والی آگ اور موجیں مارنے والے پانیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان معنوں سے ہی ان کی ترقی یافتہ حالت اور کاموں کا اندازہ لگانا آسان ہے "وعدہ ربی" پورا ہونے پر ان کی ترقی کا ذکر قرآن مجید میں یوں ملتا ہے۔ "یعنی جب یاجوج ماجوج کی روک کو ہم دور کر دیں گے اور سمندر کی لہروں پر تیزی سے سفر کرتے ہوئے سب دنیا میں پھیل جائیں گے۔ ... (الانبیاء)

اس آیۂ کریمہ میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ وہ بحری سفر کریں گے گویا کہ انہیں ان ایام میں بحری غلبہ حاصل ہو گا۔ سمندر ان کے زیر تسلط ہوں گے۔ قرآن مجید نے اس زمانہ میں پیشگوئی کی تھی جب یہ اقوام گوشہ گمنامی میں تھیں۔ سمندروں پر ان کی حکومت نہیں تھی۔ کس شان سے پوری ہوئی ہے کہ عین قرآنی پیش خبری کے مطابق یہ قومیں بحری سفر پر روانہ ہوئے اور تجارت کی آڑ میں دیگر قوموں کو زیر کر لیا۔ کیا قرآن کی سچائی کی یہ زبردست دلیل نہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ یاجوج ماجوج سیاسی اعتبار سے ساری دنیا پر غالب ہیں اور ان کے اشارۂ ابرو سے دنیا کی حکومتیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں۔ آثار اسلامیہ میں ان کو دو حیثیتوں سے پیش کیا گیا ہے۔ اولاً یہ کہ دجل سے یہ کام لیں گے اور دجال صفت سے متصف ہوں گے۔ ثانیاً یہ کہ سیاسی اعتبار سے دنیا کی سپر پاورز یہ طاقتیں کہلائیں گی۔ مسیحؑ کے ذریعہ دینی پہلو سے یہ اس سے مغلوب ہوں گے۔ کیونکہ وہ کاسر صلیب ہے اور کسر صلیب اس کے مشن کا بنیادی ستون ہے لیکن سیاسی لحاظ سے حدیث نبویؐ کے بموجب یہ حالت ہو گی کہ "اللہ تعالیٰ مسیح کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے کچھ بندے پیدا کئے ہیں جن کے قتل کی میرے سوا کسی کو طاقت نہیں۔" (کنز العمال جز ۷ ۲۹۲۱)

اس لحاظ سے یاجوج ماجوج کے انجام کے سامان خود خدا پیدا کرے گا کیونکہ اس دنیا میں رعایت اسباب کا سلسلہ اس ذات حق نے جاری و ساری کیا ہوا ہے۔ اس لئے وہ ایسے ذرائع بھی خود پیدا فرمائے گا جو یاجوج ماجوج کی تباہی و بربادی اور

انجام پر منتج ہوں گے۔ جماعت کو ان
ایام درزمانہ میں طور زیر پناہ لینے کی ہدایت
ارشاد نبوی کے مطابق ہے یعنی خدا میں فنا
ہو جانا اور دعاؤں کو بطور حربہ استعمال
کرنے کی۔ کامل تباہی کی صورت تو غالباً
یہ ہوگی" یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب
کرکے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی۔"
جو اہل دنیا نے دو دفعہ اول اور دوئم
عالمی جنگوں میں مشاہدہ کر لیا ہے اور
شاید آئندہ بھی یہی صورت ہو۔ اور یقیناً ہوگی
کیونکہ راستبازوں اور ماموربن الٰہی
کی باتیں امر ہوتی ہیں۔

فرقان حمید میں ان اقوام کے انجام
کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے" اس
کے بعد ہمارا وعدہ ان کی تباہی کے متعلق
پورا ہوگا۔ اور عذاب آئے گا۔ تب وہ حیران
ہو کر کہیں گے کہ ہمیں تو اس عذاب کا خیال
تک نہ تھا اور ہم تو دنیا میں ظلم کرتے رہے۔"
(الانبیاء) اس آیۃ شریف سے یہ بات
تو عیاں ہے کہ عذاب الٰہی کا شکار یہ قومیں
ہوں گی۔ سمندر، بل اور فضاء کے ساتھ ان
قوموں کا خاص تعلق بیان ہوا ہے۔

اب آئیے ذرا خلیج کے علاقہ کی جانب
جو اس وقت بین الاقوامی توجہ کا مرکز بنا ہوا
ہے۔ ہر گذرنے والا دن ایک بھیانک اور
ہولناک جنگ کے قریب تر ہونے کی گواہی
دے رہا ہے۔ جدید ترین اسلحہ سے لیس امریکی
اور دیگر ساتھی ملکوں کی بحریہ اعلیٰ ٹیکنالوجی
کی مظہر فضائی فورس اور تباہ کن نتائج پیدا
کرنے والے زمینی آلات حرب مزید برآں
سپر طاقت ہونے کا زعم گھمنڈ کے بل بوتے
پر عراق کے خلاف سٹیج تیار ہوا ہے۔ اس
سے آنحضرتؐ کی وہ پیش گوئی حرف بحرف
پوری ہو رہی ہے جس میں آپ نے دجال
کو بحر عراق میں دیکھا تھا۔ حدیث میں ہے کہ
آپ نے فرمایا کہ" دجال بحر عراق (خلیج فارس)
میں ہے"۔ تین دفعہ آپ نے ایسا فرمایا۔
دیکھیے کنز العمال ... گویا کلف میں
مغربی طاقتوں کی سیاسی قوت جو اس
وقت موجود ہے۔ وہ آنحضورؐ کی حدیث
کی صداقت کو اپنے روشن اور پر شوکت و
پر رعب انداز میں بیان کر رہی ہے۔ یہ
حدیث اپنی اہمیت کے لحاظ سے مقام و
مرتبہ میں اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ آنحضورؐ
کا تین مرتبہ فرمانا توجہ اور فکر طلب امر ہے
کہ خاص حالات ہوں گے۔ جب یہ سب
کچھ ظہور پذیر ہوگا۔ بحر عراق میں ان کی
موجودگی کسی نشان نمائی کی ضرور آئینہ دار
ہے۔ اس لئے کہ صحائف اولیٰ میں بھی آخری
ایام میں ان کی موجودگی کو بطور خاص بیان
کیا گیا ہے تا خداوند قدوس کا لوگوں کو پتہ
مل سکے کہ واقعی خداوند قدوس ہے جو
فعال اللہ مایرید کا اختیار رکھتا ہے (حزقیل
باب ۳۸ آیۃ ۱ تا ۳ میں لکھا ہے" اسے ابن بشر
اپنا منہ ماجوج کی زمین جوج کی طرف کر جو
روش اور ماشک اور توبل کا رئیس ہے اور
اور اس کے برخلاف نبوت کر اور کہہ خداوند
خدا یوں فرماتا ہے" دیکھ میں تیرے برخلاف
ہوں اے جوج" پھر فرمایا" اور تو چڑھے
گا اور آندھی کی طرح آئے گا اور بادل
کی طرح زمین کو چھپائے گا۔ تو اور تیرے
تمام لشکر اور تیرے ساتھ بہت سے لوگ۔
خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اس روز بہت
سی باتیں تیرے دل میں آئیں گی اور تو
برا منصوبہ باندھے گا اور تو کہے گا کہ میں
دیہات کی زمین جو بے دیوار ہے چڑھوں
گا.... اور اپنا ہاتھ ویرانوں پر جو آباد
ہوئے ہیں رکھے اور ان لوگوں پر جو سب
قوموں سے جمع ہوئے۔ جو اشی والے
سرمایہ دار جو زمین کی ناف پر بستے ہیں
(آیۃ ۹ تا ۱۲)

اس اقتباس میں دو باتیں قابل غور
اور توجہ طلب اور فکر انگیز ہیں۔ کہ وہ
اولاً نئے ممالک پر اپنا سیاسی غلبہ رکھے
اور سرپرستی کے فرائض سرانجام دینے
کا دعویٰ دار ہوگا۔ مددگار و معین ہونا
ہی نہیں بلکہ پوری سرپرستی کرے گا اور
ثانیاً یہ کہ زمین کی ناف پر بسنے والے
افراد کے بارے میں بھی تو یہی دعویٰ
رکھے گا۔ زمین کی ناف سرزمین عرب مکہ
مکرمہ ہے۔ گویا کہ اس زمانے میں جب
اس دعویٰ کے ساتھ سرزمین عرب یعنی
سعودی عرب میں آئے گا وہاں سرمایہ دارانہ
نظام ہوگا۔ ملوکیت نظام حکومت ہوگا۔ ان
ایام میں تو سرپرست کی حیثیت سے اس
خطہ کی سالمیت و حفاظت کے لئے آئے
گا۔ غور فرمائیے کہ سعودی عرب میں سرمایہ دارانہ
نظام رائج ہے اور بادشاہت قائم ہے
اور سعودیہ کی حفاظت و دفاع اور سلامتی
کے لئے امریکہ اور حلیف ممالک نے اپنی
فوجیں علاقہ میں متعین کی ہیں۔ کس قدر صفائی
سے خدا کی باتیں پوری ہو رہی ہیں۔

زمین کی ناف پر بغرض سلامتی و حفاظت
اور دفاع کے لئے آنے کے بعد پھر کیا ہوگا؟
سنیئے" تیرے ساتھ بہت لوگ سب گھوڑوں
پر سوار عظیم گروہ اور بڑا لشکر ہوگا اور تو
میرے لوگوں اسرائیل (خدا کے بندے) پر
چڑھ آئے گا۔ بادل کی طرح جو زمین کو چھپاتا
ہے۔ یہ آخری ایام میں ہوگا۔ اور میں تجھ
کو اپنی زمین پر لاؤں گا (بیت اللہ) تاکہ
قومیں مجھے پہچانیں۔ جس وقت اے جوج
ان کی آنکھوں کے سامنے میں تجھ سے تقدیس
پاؤں گا..... اس روز کہ جس دن جوج
اسرائیل کی زمین پر آئے گا خداوند فرماتا
ہے۔ میرا قہر میرے چہرے میں چڑھے گا کیونکہ

میں نے اپنی غیرت اور غضب کی آگ میں کہا ہے۔ اس روز اسرائیل کی زمین میں بڑی ہلچل ہوگی کہ سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندے اور بیابان کے درندے اور سب رینگنے والے جو زمین پر رینگتے ہیں اور سب آدمی جو روئے زمین پر ہیں میرے سامنے تھرتھرا جائیں گے .... اور میں وبا اور خون اور طغیانی کی بارش اور اولوں کے پتھروں سے اسے سزا دوں گا۔ اور اس پر اور اس کی فوجوں پر اور اس کے ساتھ کے بہت سے لوگوں پر آگ اور گندھک برساؤں گا۔ تو میری بزرگی اور تقدیس ہوگی اور میں بہت سی قوموں کی آنکھوں میں پہچانا جاؤنگا (ایضاً ب ۳۸۔ ۱۵ تا ۲۳)

یہ سب کچھ کہاں واقع ہوگا؟ کون سا علاقہ و خطہ اس عذاب الٰہی سے علاقہ رکھتا ہے؟ یہ سب کچھ خطہ عرب میں یا گرد و نواح میں ہوگا۔ اس لئے کہ حزقیل ب ۳۹ میں آتا ہے۔ "خداوند فرماتا ہے اور اس روز میں اسرائیل میں ایک جگہ کو جوج کیلئے قبرستان بناؤں گا۔ راہگذروں کی وادی جو سمندر کے مشرق میں ہے اور وادی راہگذروں کے لئے بند ہوگی۔ تو وہاں پر جوج کو اور اس کے سارے انبوہ کو گاڑیں گے۔ اور وہ جگہ جوج کے انبوہ کی وادی کہلائے گی۔"

اس اقتباس و حوالہ میں دو باتیں لائق غور ہیں۔ ایک یہ کہ "اسرائیل میں ایک جگہ کو جوج کے لئے قبرستان بناؤں گا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ جوج پر تباہی آئے گی اور وہ قبرستان کا نمونہ ہوگی۔ یعنی یہ کہ جوج کی تباہی و شکست اس کا مقدر ہے اور اسی خطۂ ارضی میں۔ دوسرے یہ کہ سمندر کے مشرق میں ایک علاقہ ہے جو "راہگذروں کی وادی" کہلاتا ہے۔ وہ علاقہ عراق ہے کیونکہ تجارت کی غرض سے یہ علاقہ قدیم سے تاجروں کی آمد و رفت میں رہا ہے اور اب بھی تجارتی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ایران، ہند اور اس خطہ کے دیگر علاقوں کی تجارت ترکی اور دیگر ممالک شام وغیرہ کی اسی راستہ سے ہوتی رہتی ہے سرزمین عرب (حجاز و مدینہ وغیرہ) سے تجارتی قافلے عراق سے گذر کے ایران سے تجارت کرتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ یہ عراق تاریخی طور پر راہگذروں کی وادی ہے۔ تہذیب و تمدن اور کلچر و ثقافت کے لحاظ سے بھی یہ قدیمی ملک ہے۔ بابل کی ثقافت اپنے دامن میں رکھتا ہے۔ آمد جوج کے وقت پر وادی بند ہوگی۔ عراق کی موجودہ ناکہ بندی کیا ان الفاظ کی صداقت و حقانیت پر مہر تصدیق ثبت نہیں کرتی۔ لکھا ہے۔

"وادی راہگذروں کے لئے بند ہوگی" عراق کے خلاف اقتصادی پابندیاں اور فوجی محاصرہ کیا واضح کرتا ہے؟ جدید دنیا میں یہ علاقہ اب "بند" ہونے کا درجہ رکھتا ہے۔ اقتصادی اور فوجی ناکہ بندی جو عراق کے خلاف کی گئی ہے۔ وہ عین الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق افق فلک پر نمودار ہوئی ہے۔ یہ صورتِ حال اس امر کی جانب اشارہ کر رہی ہے کہ وہ "موعود گھڑی" سر پر آ پہنچی ہے جس کے دامن میں جوج کی تباہی و بربادی اور ہلاکت کے سامان ہیں کیونکہ دیکھو جوج کی ہلاکت و تباہی کے لئے خدا تعالیٰ کن الفاظ میں چرند پرند اور درندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے "اے ابنِ بشر۔ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ سب پنکھ والوں اور پرندوں اور تمام صحرائی درندوں کو کہہ کہ تم اکٹھے ہو اور آؤ ہر ایک طرف سے میرے ذبیحے پر جمع ہو جو میں تمہارے لئے ذبح کرتا ہوں .... تم بہادروں کا گوشت کھاؤ گے اور زمین کے رئیسوں کا خون پیو گے۔" (حزقیل باب ۳۹ آیت ۱۷ تا ۱۸)

مکاشفات ۲۰ میں لکھا ہے۔

"وہ (یاجوج ماجوج) تمام زمین پر پھیل گئے اور لوگوں کے خدا کے گھر کو گھیر لیا اور اس شہر کو جس کو وہ پسند کرتا ہے لیکن آسمان سے آگ اتری اور اس نے ان تمام کو نیست و نابود اور تباہ کر دیا۔"

اس میں بھی یاجوج ماجوج کی ہلاکت آسمانی آگ سے بیان کی گئی ہے۔ اس وقت جبکہ ان کے محاصرہ میں بیت اللہ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ ہیں۔ اس لحاظ سے حالات و واقعات کا تجزیہ غیر جانبداری سے کیا جائے تو سعودی عرب میں تمام علاقے اس کی نگرانی و محاصرہ میں ہیں اس لئے کہ وہ سعودیہ کے دفاع کا عظیم چیمپئن بنا ہوا ہے۔

رنج و غم اور صدمہ سے عبارت یہ صورت حال ہے کہ امت مسلمہ بڑے کربناک حالات سے دو چار ہے اور ہر اعتبار سے وہ خسارے اور گھاٹے میں ہیں۔ جنگ کی تباہ کاریوں سے متاثر تو لازماً ہوں گے۔

خدا تعالیٰ موعود گھڑی کی تلخیوں اور سختیوں کو تقدیر خاص سے رحمت میں بدل دے خدا کرے ایسا ہی ہو۔

نرم خوئی کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف ربوہ

ایک روز ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے حسینؓ سے پیار کر رہے تھے۔ آپکے ایک ساتھی جو صحرا کے رہنے والے تھے ان کا نام "اقرع" تھا۔ اس نے دیکھا تو تعجب سے کہا۔ حضورؐ آپ اسے چوم رہے ہیں۔ میرے دس بچے ہیں خدا کی قسم میں نے تو کبھی انکا بوسہ نہیں لیا۔ حضور صلی اللہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا اقرع اگر خدا نے تمہارے دل سے رحمت چھین لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں فرمایا اقرع جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر خدا بھی رحم نہیں کرتا۔

پیارے بچو! خدا تعالیٰ اپنی کتاب قرآن میں فرماتا ہے۔ اے رسول خدا کی رحمت تھی کہ اس نے آپ کے دل میں رحمت رکھدی۔ اس رحمت کی وجہ تھی کہ آپ نرم دل اور نرم خو تھے۔ اگر آپ کی زباں سخت ہوتی دل سخت ہوتا تو لوگ آپ کے گرد جمع نہ ہوتے۔ لوگ جو پروانوں کی مانند آپ پر قربان ہوتے ہیں۔ آپ کی نرم دلی، رحمت اور شفقت کی وجہ سے ہے۔

ہمارے آقا مولیٰ کی سیرت کو ہماری ماں سیدہ عائشہؓ نے خوب بیان کیا ہے یہ فقرہ بھی ہماری روحانی ماں حضرت عائشہؓ کا ہے جب کسی نے پوچھا کہ حضور کے اخلاق کیسے تھے؟ تو آپ نے فرمایا۔ حضور کا خلق قرآن تھا۔ اور قرآن نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خلق "نرمی" بیان فرمایا ہے۔ سیدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت زبان نہ تھے۔ نہ آپکی طبیعت میں سختی تھی نہ آپ بناوٹ سے سخت زبان استعمال فرماتے۔ پیارے بچو! بعض آدمیوں کی زبان ہی سخت ہوتی ہے وہ نرمی سے بات کرنا ہی نہیں جانتے اور بعض آدمیوں کو خدا نے سخت زبان نہیں دی ہوتی۔ وہ بناوٹ میں سختی کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دونوں باتیں نہ تھیں۔ نہ زبان سخت تھی نہ تکلف سے آپ سختی کرتے۔ پیارے بچو! دیکھو جب تم حضور کا نام لو یا آپ کا نام کسی مجلس میں سنو تو اسکے سنتے ہی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کہا کرو کہ یہ خدا کا قرآن میں حکم ہے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ خدا اس پر دس بار اپنی رحمت نازل کرتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں اللہ کی آپ پر رحمت ہو اور سلامتی۔ جب آپ یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کریں گے اللہ کریم آپ پر دس بار رحمت اور سلامتی نازل کرے گا۔ تو یہ سودا کتنا سستا اور اچھا ہے۔ آپ یہ دعا کثرت سے کیا کریں صلی اللہ علیہ وسلم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سخت نہ تھی نرم تھی آپ فرماتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں اونچی آواز میں کلام نہ کرتے تھے۔ اگر کوئی برائی کرے تو آپ اس کے بدلہ میں برائی نہ کرتے۔ بلکہ معاف کر دیتے اور درگزر فرماتے۔

ایک واقعہ حضرت عائشہ ہی بیان کرتی ہیں۔ ایک بار ایک یہودی آیا یہودی کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کے ماننے والے کو یہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا نبی نہیں مانتے بلکہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو پکڑ کر صلیب یعنی سولی پر بھی لٹکایا۔ وہ آیا اور اس نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا "السام علیکم" یعنی "ل" کے بغیر کہا جس

کے معنی ہیں آپ پر موت آئے۔ حضور نے سنا تو جواب میں کہا "وعلیکم" کہ تم پر آئے۔ حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا "علیکم السام واللعنتہ" تم پر موت آئے اور خدا کی لعنت ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ یہ کیا۔ رک جاؤ حضرت عائشہ نے عرض کی۔ حضور آپ نے نہیں سنا اس نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہؓ میں نے وعلیکم تو کہہ دیا تھا کہ جو تم نے کہا وہ تم پر۔ اور فرمایا عائشہؓ ہمارا خدا نرم ہے۔ اور ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہؓ نرمی جس چیز میں ہو اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی جائے وہ بدصورت ہو جاتی ہے۔

ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کسی کے ساتھ سختی سے کلام کر رہا ہے۔ وہ اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہہ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا اے شخص ابھی تک تم میں اسلام کے پہلے کے زمانہ والی جاہلیت موجود ہے۔ مہذب گفتگو آدمی کے مہذب اور با اخلاق ہونے کی علامت ہے۔

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی نے دوسری سے جو یہود سے مسلمان ہو چکی تھی کہا۔ "یہودیۃ" یعنی یہودی عورت۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچی تو آپ نے فرمایا اس نے ایسی تلخ یعنی کڑوی بات کی کہ اگر سمندر میں ڈالی جائے تو اس کو بھی کڑوا کر دے۔ بچو! سمندر کا پانی نمکینی کی وجہ سے پہلے ہی بہت تلخ ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ اس نے بہت تلخ بات کہی۔

آدمی سخت کلامی، گالی گلوچ، برا بھلا دوسرے کو غصہ میں کہتا ہے ایک بار ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا حضور مجھے کوئی ایک نصیحت کیجیئے مجھے زیادہ باتیں یاد نہیں رہتیں۔ آپ نے اسے فرمایا دیکھو کسی پر غصہ مت کرو ناراض مت ہو۔ آپ یہی دہراتے رہے۔ نرم گفتاری اور شستہ گفتگو کا اندازہ ایک اور حدیث سے کیا جا سکتا ہے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کچھ مکان بہت صاف ستھرے اور شیشہ کے مانند شفاف ہونگے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کن کو ملیں گے فرمایا ان کو جنکی گفتگو بہت ستھری اور زبان پاک ہوگی۔

پیارے بچو! ستھری گفتگو کے معنے ہیں آپ کسی چھوٹے کو بھی "اوئے" نہ کہیں جب کوئی آپ کو بلائے آپ "جی" سے جواب دیں۔ "کی" یا "کیا" سے جواب نہ دیں بڑے کا ادب احترام کریں۔ چھوٹے کی بھی عزت کریں۔ آپ کی گفتگو یہ ظاہر کرے کہ آپ کسی معزز گھرانہ کے بچے ہیں آپ کے والدین نے آپ کی اچھی تربیت کی ہے۔ خدا کے سوا کسی کی قسم نہ کھائیں کوئی گالی دے تو آپ گالی دیکر اپنی زبان گندی نہ کریں۔ مہذب، صاف ستھری گفتگو کریں زبان پاک ہو اور پاک رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسینؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم اخلاق، نرم خو، اور نرم گفتگو فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی پسند نہ فرماتے تھے کہ نام بھی ایسا رکھا جائے جس میں سختی کا پہلو ہو۔ ایک بار ایک بچی کا نام "عاصیہ" سنا تو آپ نے فرمایا نہیں تمہارا نام آئندہ "جمیلہ" ہوگا کہ عاصیہ کے معنے نافرمان اور جمیلہ کے معنے خوبصورت۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور ایسا نام جو اچھا نہ ہو جس میں برائی کا کوئی پہلو ہو اسے بدل دیا کرتے۔ اسی طرح ایک بچے کا نام آپ نے دریافت فرمایا۔ جواب دیا گیا اس کا نام "حزن" ہے جس کے معنی سخت زمین کے ہیں آپ نے فرمایا نہیں اسکا نام "سہل" ہوگا یعنی میدان نرم زمین اور یہی لفظ آپکے اخلاق اور سیرت کے بارہ میں آیا ہے کہ آپ

"سہل اخلاق" نرم اخلاق نرم خوتھے کہ آپ تو اس نام کو بھی بدلنے کا حکم دیتے جس میں سختی یا برے معنی ہوں
جسے کوئی باغی نام یا تخلص رکھ لے۔

ایک بار آپ نے فرمایا لوگو! اچھی بات پاکیزہ گفتگو بھی ایک نیکی ہے۔ پیارے بچو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے معنے یہ ہیں کہ نیکی صرف نماز پڑھنے یا زکوٰۃ دینے کا نام نہیں اچھی بات اور مہذب گفتگو یہ بھی ایک نیکی ہے۔ جو خدا کی محبت اور اس کی رضا اور قرب کا سبب ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جو مختلف کتب حدیث میں درج ہے کہ کلام کرنے سے پہلے سلام کریں۔ اچھی گفتگو، مہذب گفتگو کا طریق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ کسی سے ملتے ہیں تو ان سے گفتگو کا آغاز سلام سے کریں "السلام علیکم" کہیں پھر بات کریں۔ کئی دفعہ دیکھنے میں آیا کہ حال وخیریت دریافت کرنے لگ گئے السلام علیکم کہا ہی نہیں۔ اور سلام آپ اس کو بھی کہیں جسے آپ جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ یہ بھی گفتگو کے آداب میں سے ایک ہے کہ جو بات کرے اگر بڑا بات کر رہا ہو تو آپ انکی بات ختم ہونے کا انتظار کریں بڑے کی بات نہ کاٹیں۔ بڑے کی موجودگی میں چھوٹے کو بات کرنا مناسب نہیں وہ سنے ایسا نہ ہو کہ بڑے کو بات کا موقع ہی نہ دیں اور آپ بات کرتے رہیں۔

آداب گفتگو میں سے ہے کہ پہلے بات کو تولو پھر بولو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔ اسکی حفاظت کریں عربی میں ایک محاورہ ہے کہ "اگر بولنا چاندی ہے تو خاموشی سونا ہے۔" بہت بڑھ کر باتیں کرنا مناسب نہیں کسی نے بہت اچھا کہا ہے "زبان" کی "ب" میں ایک نکتہ بڑھا دیں تو وہ زیان یعنی نقصان بن جاتا ہے کہ زیان کے معنی نقصان کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض اوقات انسان نیک اعمال کی وجہ سے جنت کے قریب چلا جاتا ہے وہ ایک بات ایسی کہہ دیتا ہے جو اسے جنت سے دور کر دیتی ہے اور بعض اوقات برے عملوں کی وجہ سے وہ جہنم کے کنارے تک پہنچ جاتا ہے لیکن ایک کلمہ ایک بات اسے جنت میں لے جاتی ہے۔ پیارے بچو! معلوم ہوا زبان سے اچھی بات ہی نکلنی چاہیے بری بات زبان پر کبھی نہ آئے۔

پیارے بچو! گالی، سخت لفظ، بدزبانی شرفاء کا طریق نہیں یہ ہرگز اچھی بات نہیں دیکھو زمین آسمان کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے۔ وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے اس میں کوئی نقص یا عیب نہیں اس کے بالمقابل بتوں کو پوجنے والے لکڑی پتھر کی مورتیاں تراش کر ان کی عبادت کرتے ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں انہیں کوئی طاقت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم بتوں کو بھی برا بھلا نہ کہو بے شک بتوں کو پوجنے والے تمہیں برا بھلا کہیں کیونکہ اگر تم ان کے بتوں کو برا کہو گے تو وہ جہالت کی وجہ سے خدا کو برا کہیں گے۔ تو گویا تم سبب بن گئے خدا کو گالی دلوانے کا۔ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو تم میں سے کوئی اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ بھلا کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے فرمایا جب تم کسی کے ماں باپ کو گالی دو گے اور وہ بھی جواب میں تمہارے ماں باپ کو گالی دے گا تو گویا تم نے ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی یعنی تم گالی نہ دیتے تو وہ گالی نہ دیتا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر تھی کہ ایک شخص نے اجازت چاہی۔ حضور نے آواز سنی تو فرمایا یہ کوئی اچھا آدمی نہیں اسکی مجلس بھی کوئی اچھی نہیں حضور نے اسے آنے کی

اجازت دی۔ جب یہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس سے بہت نرمی سے گفتگو فرمائی۔ وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ نے عرض کی آپ نے اس کے متعلق اچھی رائے کا اظہار تو نہ فرمایا تھا۔ لیکن جب وہ آیا تو آپ نے اس سے نرمی سے بات کی اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! وہ اچھا آدمی نہیں جسکی سخت گوئی کی وجہ سے لوگ اسے چھوڑ جائیں۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ نرم گفتگو صرف اچھے آدمی سے ہی نہیں کرنی اگر کوئی آدمی اچھا نہیں تو بھی اس سے نرمی سے بات کریں کہ آپ کے اخلاق کا تقاضا یہی ہے کہ ہر ایک سے نرمی سے بات کریں۔ یہاں شاید کسی کو خیال آئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی عدم موجودگی میں اسکے متعلق یہ کیوں فرمایا کہ یہ کوئی اچھا آدمی نہیں۔ تو واضح رہے کہ اس شخص کا نام عُیَینَہ تھا یہ بعد میں مرتد بھی ہو گیا تھا خدا کے پاک نبی نے اسکی حالت کے بارے میں لوگوں کو بتا دیا اور ویسا ہی ہوا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے نبی ہونے کی دلیل ہے کہ آپ نے پہلے ہی صحابہ کو بتا دیا کہ یہ شخص قابل اعتبار نہیں۔ لیکن یہ بات یہاں واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی نرم گفتگو فرمائی۔ نرمی سے بات کی اور یہی ہر شخص کو چاہیے کہ جو اچھا نہیں اس سے بھی نرمی سے بات کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا نام ابودرداء تھا۔ یہ بہت عابد زاہد تھے یہ قاضی بھی مقرر ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص سے نفرت کا اظہار فرمائے گا جو گالی گلوچ دینے والا اور سخت کلامی کرنے والا ہوگا۔ اسے خدا کی رضا نصیب نہ ہوگی۔

مشہور صحابی حضرت ابوھریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبان دوزخ میں لے جانے کا سبب بن سکتی ہے۔ فرمایا نماز روزہ کا پابند جس درجے کو حاصل کرتا ہے اچھی عادت حسن اخلاق کا مالک اپنے اعلیٰ اخلاق سے اس درجے کو حاصل کر سکتا ہے اور حسن اخلاق میں یہ شامل ہے کہ کشادہ چہرہ کھلے ہوئے چہرہ سے ایک دوسرے کو ملیں۔ کسی کو ازیت یعنی تکلیف نہ دیں نیکی کی بات دوسرے کو کہیں، جھگڑنا، تیوری چڑھائے رکھنا، ماتھے پر بل ہی پڑے رہیں، یہ ہمارا شیوہ نہیں ہونا چاہیے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی شخص آیا یا وفد کی صورت میں ایک سے زیادہ آدمی آئے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سختی سے سوال کیا اور یہ کہہ کر کہ میں یہ سوال پوچھنے میں کچھ سختی کرونگا آپ برا نہ مانیں۔ آپ نے اسے جواب دیا اور نرمی سے جواب دیا وہ سخت لہجے میں پوچھتا رہا آپ نرمی سے جواب دیتے رہے۔ نو ھجری کے سال مختلف وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے سعد بن بکر کا وفد ضمام بن ثعلبہ کی قیادت میں آیا آکر کہا "ابن عبد المطلب کون ہے؟" رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہوں ابن کے معنے صرف بیٹے کے ہیں اولاد بھی مراد ہوتی ہے نسل بھی مراد ہو سکتی ہے۔ عبد المطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا اے محمدؐ! آپ نے فرمایا کہیے کیا کہتے ہیں اس نے کہا کہ اے ابن عبد المطلب۔ اے عبد المطلب کے بیٹے میں چند سوال کرونگا اور سختی سے پوچھوں گا آپ برا نہ مانئے۔ آپ نے فرمایا جو چاہیں پوچھیں میں برا نہیں مانوں گا۔ اس نے کہا کہ قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں آپ کے معبود کی قسم اور آپ کے پہلوں کے معبود کی قسم اور آپ کے بعد آنے والے معبود کی قسم کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہاں! اس نے پھر یہی قسمیں دے کر پوچھا کہ کیا آپ کو خدا نے کہا ہے کہ ہم صرف اس کی عبادت کریں اور سب بتوں کو چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا بخدا ایسے ہی ہے اسی طرح وہ قسمیں دے کر پوچھتا رہا اور آپ قسم کھا کر اثبات

میں جواب دیتے رہے سب سوالوں کا جواب اثبات میں پا کر وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگا میں ان سب فرائض کو تسلیم کرتا ہوں۔ جن سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ اس سے رک جاؤں گا جب وہ واپسی کیلئے مڑا تو آپ نے فرمایا اگر اس نے ایسا ہی کیا تو جنت میں جائے گا۔

تو دیکھیے وہ سختی سے پوچھتا رہا ہر بات پر قسم دیتا۔ آپ قسم کھا کر جواب دیتے رہے۔ سختی کا جواب نرمی سے دیتے رہے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ساری باتیں مان گیا۔ اور گردن اطاعت جھکا کر واپس ہوا۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ سوالی آیا۔ سختی سے سوال کیا آپ نے نرمی سے جواب دیا کہ شفیق باپ اور رحم دل ماں کبھی بچے کی گستاخی بھی برداشت کرتی ہے کہ آخر وہ اس کا بچہ ہے نا۔ خدا کے رحیم بندے خدا کی صفات کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ مخلوق پر ماں سے بڑھ کر شفقت کرتے ہیں۔ وہ سخت دل، سخت زبان والوں سے نرمی کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انکے دل جھک جاتے ہیں۔ وہ بالآخر انہیں کے ہو جاتے ہیں۔

انتظامی امور کی ادائیگی میں بعض اوقات انتظام چلانے والے کو کسی کی ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑتی ہے۔ لیکن خدائے رحیم کے مظہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو محسوس فرماتے ہیں تو خدا سے ہمیں یہ دعا کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں اے اللہ میں نے جس مومن کو بھی کبھی تیرا بھلا کہا تو میری دعا یہ ہے کہ میری اس ڈانٹ کو اسکے لئے قیامت کے دن اپنے قرب کا موجب بنا دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم گفتاری کا ایک اور واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ مخرمہ ایک بوڑھے آدمی تھے یہ سعد بن ابی وقاصؓ کے چچازاد تھے انہیں معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کوٹ یا جبے آئے ہیں یہ اپنے لڑکے مسور کو لے کر مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئے بیٹے کو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہچان گئے کہ مخرمہ آیا ہے آپ کوٹ تھامے باہر تشریف لائے فرمایا مخرمہ دیکھو کتنا اچھا کوٹ میں نے تمہارے لئے رکھا ہے۔ مخرمہ نے کوٹ لیا اور خوشی خوشی گھر لوٹ آیا۔ یہ واقعہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے تھے کہ اس قسم کے لوگوں سے کیسے پیش آنا ہے سخت لہجہ والوں سے بھی نرمی سے پیش آنا آپ کی سیرت تھی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص صحراء سے حاضر ہوتا کچھ چیزیں حضور کے لئے تحفہ لاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے جاتے وقت کچھ چیزیں عنایت فرماتے۔ ایک دن وہ منڈی میں مزدوری کر رہا تھا پسینہ سے شرابور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دبے پاؤں جا کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا گویا آپ فرما رہے تھے بوجھو تو جانیں اس نے ہاتھ ٹٹولے بجو حضور کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم تھے اور یہ بھی محسوس کیا کہ مجھ سے ایسا پیار اس رحیم و کریم وجود کے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ وہ پہچان گیا یہ تو میرے آقا ہیں آپ نے اپنا جسم حضور سے ملنا شروع کر دیا کہ جب آقا نے پیار کی دعوت دی ہے تو میں کیوں نہ پیار کروں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے لوگو میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جس پر آگ حرام ہے اور وہ آگ پر حرام ہے وہ شخص جو لوگوں کے قریب ہو نرم اخلاق ہو۔

آپ کی نرم زبانی اور شفقت کے کچھ واقعات اور سن لیں جس سے یہ اندازہ ہوگا کہ آپ میں کس حد تک نرمی اور آپ کتنے نرم خو تھے۔ آپ کتنی شفقت کرنے والے تھے انسانوں پر حیوانوں پر۔

گاؤں سے ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا حضور نے کچھ دیا اور پوچھا ٹھیک ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے

میرے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کیا۔ صحابہ کرام اسکے گستاخانہ لہجہ پر اس کی طرف بڑھے لیکن آپ نے منع فرمایا دیا پھر اندر تشریف لے گئے گھر سے لاکر کچھ اور دیا وہ خوش ہو کر دعائیں دینے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری پہلی بات میرے ساتھیوں کو سخت ناگوار گزری تھی تم انکے سامنے بھی اسطرح کہو جیسے میرے سامنے کہہ رہے ہو۔ دوسرے دن وہ آیا آپ نے صحابہ سے فرمایا اب یہ مجھ سے خوش ہے۔ آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا کیوں ٹھیک ہے نا؟ وہ بولا ہاں اور دعائیں دینے لگا۔ یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے فرمایا لوگو ایک شخص کا اونٹ بھاگ گیا لوگ اس کے پیچھے بھاگنے لگے تو وہ آگے ہی آگے بھاگتا گیا۔ اونٹ کے مالک نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب رک جاؤ یہ میرا اونٹ ہے اور میں ہی اسے سمجھ سکتا ہوں۔ لوگ یہ سن کر رک گئے اونٹ چارہ کھانے لگا مالک نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اس پر کاٹھی ڈال لی میری اور اس شخص کی یہی مثال ہے تم اسے قتل کر دیتے تو بے چارہ جہنم میں جاتا۔

آخری واقعہ حضور کی نرمی اور کریمی کا حضرت انسؓ سے سنئے جو ۱۰ سال تک حضور کی خدمت میں رہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک گاؤں کا رہنے والا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور کی چادر جو آپ نے اوڑھ رکھی تھی زور سے کھینچی جس سے آپ کے گلے میں نشان پڑھ گیا وہ بدو بولا میرے یہ دو اونٹ ہیں ان کو لاد دیں۔ کیونکہ جو مال تیرے پاس ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نرمی سے فرمایا ہاں مال اللہ کا ہے میں اسکا عبد (بندہ) ہوں۔ پھر اسے کہا تم نے جو سلوک کیا تم اس پر ڈرتے نہیں ہو؟ اس نے کہا نہیں فرمایا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ مجھے معلوم آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ آپ مسکرائے اور حکم دیا اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔

خود حضرت انسؓ ۱۰ سال حضور کی خدمت میں رہے، حضور کی نرم گفتاری، نرم عادت اور نرم کلامی کے بارے میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نے ان دس سالوں میں کبھی ڈانٹ نہیں پلائی۔ جو کام میں نے کیا کبھی اس پر نہیں فرمایا یہ کیوں کیا ہے اور وہ کیوں کیا ہے اور ایسا کیوں کیا ہے؟

پیارے بچو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمت مجسم تھے آپ مجسم شفقت تھے۔ آپ رحیم و کریم تھے۔ ساری دنیا کے لئے رحمت تھے۔ نرم گو، نرم خو، نرم اخلاق تھے۔ اللہ کی رحمت اور آپ کی حسن سیرت اور نرم اخلاق کی بدولت آپ کے خون کے پیاسے آپ پر اپنا خون چھڑکنے لگ گئے تھے۔ آپ پر پروانوں کی مانند قربان ہونے لگ گئے تھے۔

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ اَلَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (بخاری)
طاقتور وہ نہیں جو کشتی میں طاقتور ہو اصلی طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔ (بخاری)
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔